رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

ان اللہ لایغیر ما بقوم حتیٰ یغیر ما بانفسہم

تاریخہائے اشاعت

۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

شرح قیمت جو سال میں پیشگی لی جائے گی؟

عوام سے	۵ر
خواص سے	۱۰ر
ہندوستان سے باہر	۶ر
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے	۳ر

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

نمبر ۷ قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ - فروری سنہ ۱۹۱۰ء مطابق ۱۸ صفر سنہ ۱۳۲۸ ہجری المقدسہ جلد ۱۴

اَمَّا بِنِعْمَتِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ

قرآن مجید کے اس ارشاد عالی کی تعمیل میں مندرجہ ذیل سطور کے لکھنے کی ضرورت سمجھتا ہوں۔

گذشتہ دو نمبروں میں الحکم کو غیر احمدی اور غیر مسلم لوگوں میں پھیلانے کے متعلق میں نے ایک تحریک کی تھی۔ اور اس تحریک کو جس طرح بارور بنانے کے لئے الحکم کی اشاعت کا جوش رکھنے والے احباب کوشش کر رہے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کا ایک خاص فضل ہے۔ مگر سب سے بڑھکر جس امر کے اظہار کیلئے میں اس وقت جوش پاتا ہوں وہ حضرت امیر المومنین کی توجہ ہے۔

حضرت امیر المومنین اپنی زندگی کا جو اسوۂ حسنہ آنیوالی نسلوں اور خلفاء کے لئے چھوڑینگے وہ ایک اعلیٰ معیار ہوگا۔ اخلاص اور مقام صدق کا

حضرت مسیح موعود کے وصال کے بعد حضرت امیر المومنین نے سلسلہ کی ضرورتوں میں عموماً اور اشاعت اسلام و اعانت نومسلمین میں خصوصاً جسقدر چندوں کا اضافہ کیا ہے وہ ایک عجیب بات ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے خاص فضل کا نمونہ

الحکم حضرت امیر المومنین کی توجہ کا خاص طور پر محتاج ہے۔ اور محتاج رہیگا اسلئے کہ اسکی تربیت اور ترقی استقلال و استحکام وابستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جسکا جاذب حضرت امیر المومنین کی دعائیں ہیں۔

ان دعاؤں کے حصول کے لئے ضرورت ہے الحکم میں کسی نمایاں تبدیلی کی جو امیر المومنین کے قلب کو جنبش دے اگرچہ الحکم کی مشکلات بھی اسے ہلاتی ہیں اور میں جانتا ہوں کہ ہلاتی ہیں مگر وہ دعا جو گفتہ او گفتۂ اللہ بود کا رنگ اختیار کرلے کسی زبردست تحریک اور اضطراب سے وابستہ ہے۔ میں اس سے مایوس نہیں اور ہرگز نہیں اسلئے کہ حضرت کی توجہ مجھے خصوصاً یہ یقین دلا رہی ہے۔ موجودہ ابتلاؤں اور اشکال سے نجات کی ایک راہ مجھے بتائی ہے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے توفیق چاہتا ہوں کہ اس پر عمل کروں یہ بھی حضرت کی توجہ کا نتیجہ ہے۔ ان ساری باتوں کے علاوہ جس بات کو میں یہاں ظاہر کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ الحکم کی مفت اشاعت کے سلسلے میں حضرت امیر المومنین نے (اللہ تعالیٰ انہیں اپنے نیک ارادوں میں فائز المرام فرماوے آمین)

۱۲ اخباروں کی قیمت

یعنی تیس روپیہ نقد ایڈیٹر الحکم کو عطا فرمائے ہیں میرے لئے یہ رقم بیش قیمت اور ختم نہ ہونیوالی نعمت ہے اور میں اسکو الحکم کے استحکام میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے

نہایت مضبوط ہاتھ

یقین کرتا ہوں۔ الحکم کی خوش قسمتی میں کیا شک ہو سکتا ہے کہ خود حضرت امیر المومنین اس طرح اسکی اعانت کے لئے ہاتھ بڑھائیں۔ اس تحریک سے مجھے حوصلہ ہوتا ہے کہ بہت جلد الحکم کے مربی

ایکہزار پرچوں کا چندہ

جمع کر دینگے۔ اور اس طرح اشاعت کے اس سلسلہ کو وسیع کر کے عند اللہ ماجور ہونگے۔ پچھلا حساب حسب ذیل ہے۔

(۱) کارخانہ الحکم کی طرف سے	۲۰ پرچہ
(۲) حضرت امیر المومنین سلمہ ربہ کی طرف سے عطیہ	۱۲ پرچہ
(۳) ۲۱ - فروری ۱۹۱۰ء کے شایع شدہ	۶ پرچہ
(۴) دہلی سے ایک معزز غیر احمدی عہدہ دار	(۱)
(۵) ڈاکٹر غلام غوث صاحب سرجری اسسٹنٹ	(۱)
(۶) ڈاکٹر محمد ابراہیم خان صاحب	(۱)
(۷) شیخ مولا بخش صاحب سیٹ ایجنٹ	(۱)
(۸) خان بہادر میر شمس شاہ صاحب	(۱)
(۹) چودھری غلام حسن صاحب سٹیشن ماسٹر	(۱)
(۱۰) بابو حسن محمد صاحب سیٹ ایجنٹ	(۱)
(۱۱) قاضی لعل محمد صاحب پھلوری	(۱)
(۱۲) منشی مولاداد صاحب ...	(۱)

میزان کل ۴۶ پرچے

دین الحق پر رائے

مین نے کرمی میر قاسم علی صاحب کی کتاب دین الحق پہ گذشتہ کسی اشاعت مین مختصر نوٹ دیا تہا اسی کتاب کے متعلق سلسلہ عالیہ کے سخت مخالف منشی محمد دین صاحب خوشنویس دہلی سابق ایڈیٹر دار العلوم کی رائے درج ذیل ہے منشی محمد دین صاحب نے اپنے اخبار مین سلسلہ کی سخت مخالفت کی جسکا جواب الحکم مین پنجابی کاتب اور ہم کے عنوان سے دیا گیا۔ اب منشی صاحب نے جو رائے اس کتاب کو پڑہکر اور لکھکر دی ہے۔ وہ کتاب مذکور کی کامیابی کی دلیل ہے۔ مین پہر کہتا ہون کہ یہ رسالہ کثرت سے شایع ہو خصوصاً اجلاس ندوہ پر　　(ایڈیٹر)

نقل رائے محمد الدین کاتب

یہہ رسالہ جسکا نام "دین الحق یا ہمارا مذہب" ہے حضرت مرزا صاحب مرحوم قادیانی کی تمام تصانیف و متفرق تحریروں اور تقریروں کا اقتباس اور جستہ جستہ مقامات کا لب لباب ہے میرے دوست میر قاسم علی صاحب نے عام و خاص مسلمانون یا یون سمجہئے کہ کافہ انام کی دینی بہبودی کے لئے اور اس سوء ظنی اور غلط فہمی کو رفع کرنیکے لیے جو عامہ مسلمین کو مرزا صاحب رح کے معتقدات کی نسبت ہے بڑی محنت اور جانکاہی اور دلسوزی سے تالیف کیا ہے۔ کسی تصنیف یا تالیف پر بغیر دیکھے اور سمجھے رائے قائم کرنا سخت بے ایمانی ہے مینے اس رسالہ کو حرف بحرف کاپی کیا ہے اور سمجہا ہے اسلیئے مین بڑی دلیری سے اسکی نسبت اپنی ناقص رائے کا اظہار کرتا ہون اور یہ بھی ظاہر کئے دیتا ہون کہ اس رسالہ کے لکھنے سے پیشتر مجھکو بھی مرزا صاحب رح کے معتقدات سے بڑی بدگمانی تھی لیکن اس رسالہ کے لکھنے سے ثابت ہوا کہ وہ سمجھ کا قصور تہا مرزا صاحب کی دینی خدمات کا [illegible] خیالوں سے اعتراف ہے۔ اور [illegible] فنا فی الرسالت ہونیمین مجہکو کوئی شک نہین رہا بناءً علیہ میں بڑے زور سے تائید کرتا ہون کہ یہ رسالہ عین اسلام ہے اور مسلمانوں کے لئے سود مند البتہ مسیح موعود ہونیکا سوال بہت باریک ہے۔ جو عوام کی سمجھ اور ادراک سے بالاتر ہے۔ ہمارے صوفیاء کرام میں ایک مسئلہ وحدت وجود کا نہایت نازک ہے اور وہ اسکے سخت معتقد ہین توحید فی الکثرۃ اور کثرت فی التوحید کو وہ مانتے ہین پس اس مسئلہ کا بھی اسی طرح تعلق جوڑو جس طرح وحدۃ الوجود کا مسئلہ اور جب ایسے مسائل کا فہم اور ادراک حاصل ہو جائے۔ تو سمجھو کہ وہ مدارج حقیقت کو طے کر گیا اور معراج معرفت پر پہونچگیا۔ یہی مطلب ہے اور بس۔ عدم گنجایش کیوجہ سے نہایت اختصار سے کام لیا گیا۔ پہر کبہی مفصل بحث کیجائیگی۔ انتہیٰ بلفظہٖ صمہٗ دیباچہ ابو یوسف

محمد الدین خوشنویس عفی عنہ از مقام دہلی۔

یہ رائے دین الحق کیلئے اور اس ناچیز خادم الحق کے حق میں ایک خاص فضل و کرم مقلب القلوب رب العلمین کا ہے جسنے میری ناچیز خدمت کو قبول فرماکر ایک ایسے شخص سے کتاب لکہوا کر اظہار رائے کرا دیا۔ جو سخت مخالف اور سندی دشمن سلسلہ عالیہ اور حضرت مغفور علیہ السلام کا ہے۔ والسلام۔ عاجز قاسم علی مؤلف دین الحق

معین الندوہ کا مراسلہ

سیرت نبوی

جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جامع اور مکمل بیوگرافی کے جدید اصول پر اردو مین لکھی جائے اور اسکا ترجمہ انگریزی مین شایع کیا جائے یہ مسئلہ ندوۃ العلما کے اجلاس دہلی مین پیش ہوگا قوم سے استدعا ہے کہ وہ اس مہتم بالشان مسئلہ کو طے کردے اور مطلوبہ سرمایہ اسی جلسہ مین مہیا کردے تاکہ جلد اس کام کا سر انجام ہو ہمارے سید کریم کے حالات زندگی پر مخالفین اسلام نے صدہا مبسوط کتب مین شائع کی ہیں اور اس نور کو اپنے عناد کا پردہ ڈال کر انہون نے چھپا دینا چاہا ہے مین ہر [illegible] علیہ وسلم کا اسپر کچھہ حق ہے اور کیا اس کی حمیت اجازت دیتی ہے۔ کہ حضور پر جو ظالمانہ حملے جاری ہین اسکو خاموشی سے برداشت کرتا رہے ان بیرحمانہ حملونکا خاتمہ صرف اس صورت مین ہو سکتا ہے۔ کہ اس محسن اعظم کے حالات واقعات اور اس کے لاثانی کامون کی اصلی تصویر نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام غیر مسلم دنیا کو دکہا دیجائے یہ وہ کام ہے جو ہمارے مخالفین کی آنکہین کہول دیگا۔ اور یورپ ایشیا پر اسلام کا سکہ بیٹہا دیگا۔ میلاد شریف کی ایک لاکہہ مجلس سے زیادہ اس سے اسلام کو قوت حاصل ہوگی حیف ہے کہ ہمتی پہر آریہ اپنے پیشوا کے جدید اصول پر مبسوط سوانح عمری شایع کردین اور کروڑون مسلمانون کو اپنے شفیع کی عظمت و تقدیس کیلئے اس کام کو انجام دینے کی توفیق نہ ہو وائے برباد بر مسلمانی۔ مین اسی کریم کا واسطہ دیکر مسلمانون سے درخواست کرتا ہون کہ اب وہ اس کام کی طرف سے غفلت ترک کردین اور رحیم کریم محمد (فداہٗ روحی) کی شان بے خبر دنیا کو دکہا دین۔ موجودہ حالت مین اس سے غفلت یقیناً بے حمیتی ہے اور ہمارے وقار قومی کو برباد کرتی ہے کہ ہم پر بے حس قوم اور احسان ناشناس قوم ہونے کا الزام عاید ہوا جاتا ہے!

یہ کتاب اگر جدید اصول کے موافق کامیابی سے لکھہ لیجائے اور یورپ تک یورپ کی زبانوں مین ترجمہ کرکے پہنچا دیجاوے تو یہ چودہوین صدی مین مسلمانون کا ایک ممتاز کارنامہ ہوگا۔ مبارک ہین وہ اہل ایمان جنکو اس مہتم بالشان کی توفیق ملے۔

میری رائے ہے کہ سیرت نبوی کیساتھ انگریزی ترجمۃ القرآن کا مسئلہ بہی ندوہ کے اسی اجلاس مین پیش کیا جائے اور ان دونون کامون کو عملی طور پر شروع کردیا جاوے رسول اللہ صلعم کی لائف اور قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ اگر انگلستان مین شایع کردیا جائے۔ تو اسلام کی نسبت بہت سی غلط فہمیوں کا خاتمہ ہوجائیگا اور یہ قوم کی نہ صرف مذہبی بلکہ بہت بڑی سیاسی خدمت ہوگی ✤

[illegible] خادم [illegible]

از دہلی

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۷

شرح قیمت جو ہر حال میں پیشگی لی جائے گی؟

عوام سے	صہ
خواص سے	عہ
ہندوستان سے باہر	۱ ـہ
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے	۱۲ ـ

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

تاریخہائے اشاعت
۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۷ - مارچ سنہ ۱۹۱۱ء مطابق ۷ صفر ۱۳۲۹ھ | جلد ۱۴

الحکم کی مفت اشاعت کا سلسلہ

الحکم کی مفت اشاعت کی تحریک میں خدا تعالیٰ کے فضل سے کامیابی ہو رہی ہے۔ اور احباب کا عملی طور پر اس تحریک میں حصہ لینا بتا رہا ہے کہ وہ الحکم کے لئے اپنے دل میں کیسی محبت اور جوش رکھتے ہیں اگرچہ یہ رفتار بہت دھیمی ہے۔ مگر میں کسی صورت میں غیر تسلی بخش نہیں سمجھتا اور اگر میں ایسا کروں (خدا نہ کرے) تو مجھ سے بڑھکر کون ناشکری کے خطا کا مرتکب ہوگا۔ وہ قوم جسکو مختلف قسم کے چندوں کیلئے ہر وقت طیار رہنا پڑتا ہے مختلف اخبارات اور رسائل کی مختلف تحریکوں پر کام کرنا پڑتا ہے۔ انکا الحکم کیساتھ اس تحریک پر اس خصوصیت سے حصہ لینا خاص فضل الٰہی کا نمایاں نشان ہے۔ اور الحکم کے لئے باعث افتخار ہے جو اپنی قوم سے ایکہزار مفت
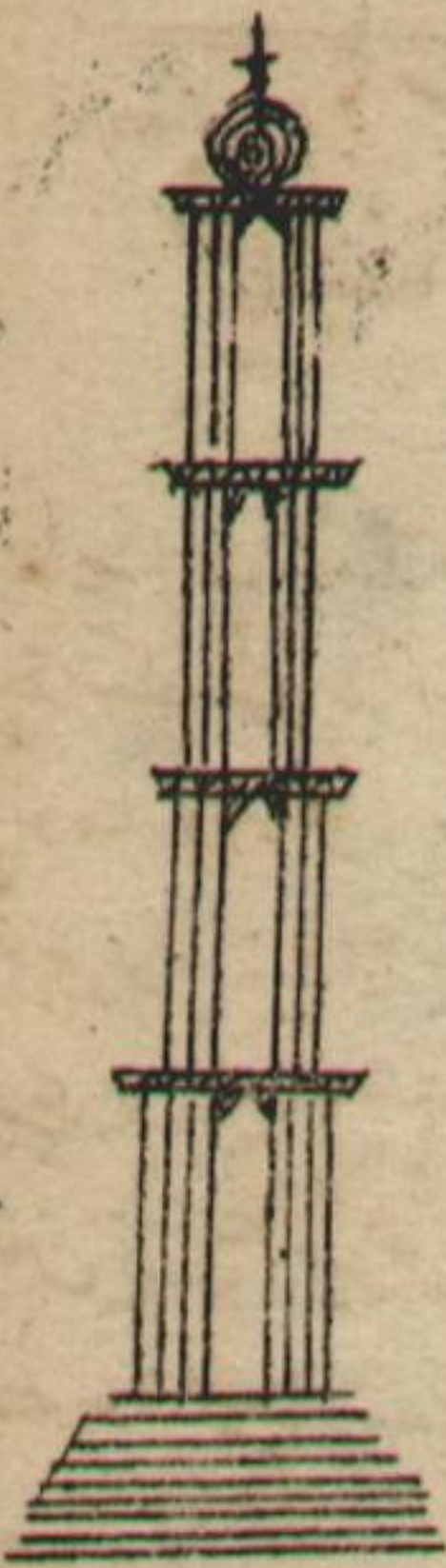
پرچوں کا چندہ مانگتا ہے۔ یا دوسرے الفاظ میں ان سے اڑہائی ہزار روپیہ مانگتا ہے۔ اور میں خدا کے فضل سے یقین کرتا ہوں کہ یہ تعداد پوری کر دیجائیگی۔ ۴ - مارچ سنہ ۱۱ء تک جن بزرگوں نے اس میں روپیہ دیدیا ہے۔ انکی تفصیل یہ ہے

(۱) سابقہ	۷۴
(۲) مولوی غلام اکبر خان صاحب کیس لی کورٹ	(۱)
(۳) منشی الٰہی بخش صاحب سوتری	(۱)
(۴) میاں غلام رسول صاحب انسپکٹر	(۱)
(۵) خانصاحب محمد حسین خانصاحب ناظم انہار	(۱)
(۶) میاں عبد اللہ صاحب ٹھیکہ دار	(۱)
(۷) منشی بنفیع اللہ خان صاحب انسپکٹر	(۱)
(۸) ایک نیکدل خاتون	(۱)

میزانکل ۸۵

بقایا ۹۱۵ - سرپرستان الحکم کو ابھی ۹۱۵ پرچوں کی قیمت داخل کرنی ہے اس تعداد کو جلد تر پورا کرنا چاہئیے

توسیع اشاعت الحکم کے متعلق اس ہفتہ کی رپورٹ بہت مختصر ہے بابو محمد اکبر خان صاحب نے پھر ایک اور خریدار بھیجا ہے۔ اور منشی ولی محمد خان صاحب ایک خریدار۔

اس ہفتہ سے مفت اشاعت کا سلسلہ شروع کر دیا گیا ہے۔ بعض دوستوں نے جو الحکم کی ترقی کیساتھ خاص دلچسپی رکھتے ہیں یہ تجویز پیش کی ہے۔ کہ جن لوگوں کے نام الحکم مفت جاری کیا جاوے کم از کم ان سے محصولڈاک لے لیا جاوے اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ مفت اخبار لینے والے دوسرے مستحق لوگوں کے لئے اسطرح پر گنجائش نکل آئیگی میں اس تجویز کو الحکم کی ترقی اشاعت کے سلسلہ کے لئے نہایت مفید خیال کرتا ہوں مگر سردست اسپر عملدرآمد کرنیکے لئے میں متامل ہوں اسلئے آخر مئی سنہ ۱۹۱۱ء تک یہ پرچے جن لوگوں کے نام مفت جاری کئے جاتے ہیں اور جنکی درخواستیں دفتر میں آ رہی ہیں۔ ایک حصہ بھی انکے لئے مدت انکے نام جاری رہینگے تین ماہ کے بعد یا تو ان مفت پرچوں سے پھر اور لوگوں کو تین ماہ تک مستفید ہونیکا موقعہ دیا جائیگا انشاء اللہ العزیز یا ان میں سے بعض یا کل سے صرف محصولڈاک لیکر باقی تین مہینے کے لئے ان پرچوں کو جاری رکھا جائیگا بہرحال یہ طریق انشاء اللہ بہت خیر اور مفید ہوگا۔ اور بہت سے لوگ اس سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔

الحکم کے مربی اور سرپرست اس مجوزہ تعداد کو پورا کرنیکے لئے

(مطبع انوار احمدیہ قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب مالک و ایڈیٹر کے چھپا)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۷

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

تاریخہائے اشاعت

۷ - ۱۴ - ۲۱ - ۲۸

شرح قیمت جو ہر حال مین پیشگی لی جائے گی؟

عوام سے	(صہ)
خواص سے	(عہ)
ہندوستان سے باہر	(سے)
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے	۱۲

الحکم

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

چہ گویم با تو گر آئی بہ دار قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

نمبر ۸ — قادیان دار الامان مورخہ ۷ - مارچ سنہ ۱۹۱۰ء مطابق ۲۴ صفر سنہ ۱۳۲۸ھ — جلد ۱۴

الحکم کی مفت اشاعت کا سلسلہ
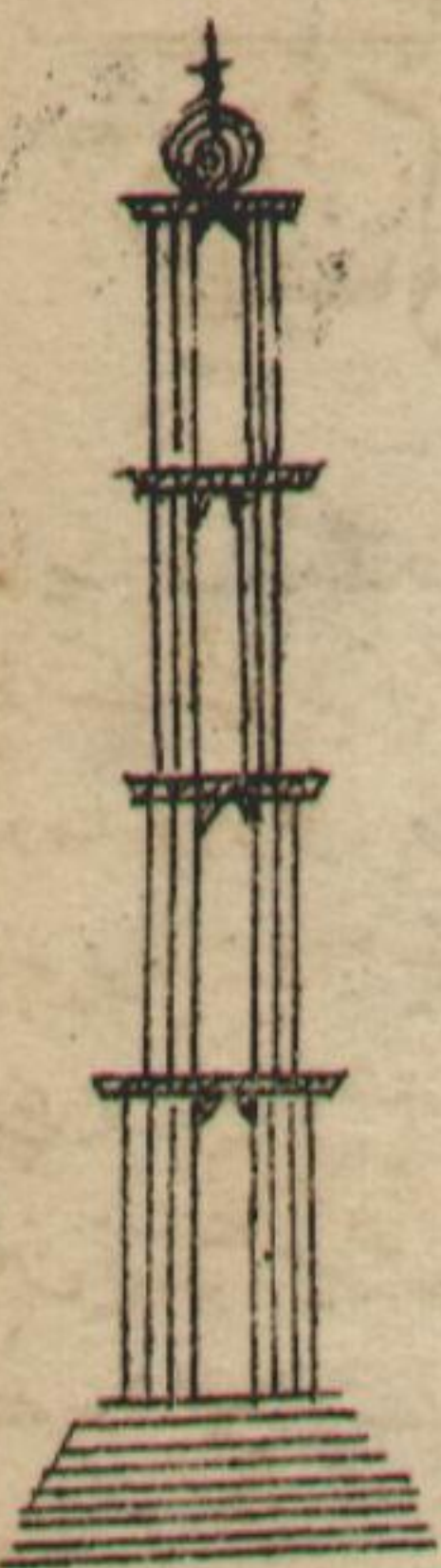
الحکم کی مفت اشاعت کی تحریک مین خدا تعالی کے فضل سے کامیابی ہو رہی ہے۔ اور احباب کا عملی طور پر اس تحریک مین حصہ لینا بتا رہا ہے کہ وہ الحکم کے لئے اپنے دل مین کیسی محبت اور جوش رکھتے ہین اگرچہ یہہ رفتار بہت دھیمی ہے۔ مگر مین کسی صورت مین غیر تسلی بخش نہین سمجھتا اور اگر مین ایسا کرون (خدا نہ کرے) تو مجھ سے بڑھکر کون ناشکری کے خطا کا مرتکب ہوگا۔ وہ قوم جسکو مختلف قسم کے چندون کے لئے ہر وقت طیار رہنا پڑتا ہے مختلف اخبارات اور رسالجات کی مختلف تحریکون پر کام کرنا پڑتا ہے۔ اسکا الحکم کیساتھہ اس تحریک پر اس خصوصیت سے حصہ لینا خاص فضل الہی کا نمایان نشان ہے۔ اور الحکم کے لئے باعث افتخار ہیں اپنی قوم سے ایکہزار مفت پرچون کا چندہ مانگا ہے۔ یا دوسرے الفاظ مین ان سے اڑھائی ہزار روپیہ مانگا ہے۔ اور مین خدا کے فضل سے یقین کرتا ہون کہ یہ تعداد پوری کر دیجائیگی۔ ۴ - مارچ سنہ ۱۰ء تک جن بزرگون نے اس مین روپیہ دیدیا ہے۔ اسکی تفصیل یہہ ہے

(۱) سابقہ	۴۷
(۲) مولوی غلام اکبر خان صاحب کیمبل پور	(۱)
(۳) منشی الہی بخش صاحب سوتری	(۱)
(۴) میان غلام رسول صاحب انسپکٹر	(۱)
(۵) خانصاحب محمد حسین خانصاحب ناظم انہار	(۱)
(۶) میان عبد اللہ صاحب ٹھیکہ دار	(۱)
(۷) منشی بنفیع اللہ خان صاحب انسپکٹر	(۱)
(۸) ایک نیکدل خاتون	(۱)

میزان کل ۵۴

بقایا ۹۴۶ - سرپرستان الحکم کو ابھی ۹۴۶ پرچون کی قیمت داخل کرنی ہے اس تعداد کو جلد تر پورا کرنا چاہئیے

توسیع اشاعت الحکم کے متعلق اس ہفتہ کی رپورٹ بہت مختصر ہے بابو محمد اکبر خان صاحب نے پھر ایک اور خریدار بھیجا ہے۔ اور منشی ولی محمد خان صاحب ایک خریدار۔

اس ہفتہ سے مفت اشاعت کا سلسلہ شروع کر دیا گیا ہے۔ بعض دوستون نے جو الحکم کی ترقی کیساتھہ خاص دلچسپی رکھتے ہین یہ تجویز پیش کی ہے۔ کہ جن لوگون کے نام الحکم مفت جاری کیا جاوے کم از کم ان سے محصول ڈاک لیا جاوے اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ مفت اخبار لینے والے دوسرے مستحق لوگون کے لئے اسطرح پر گنجائش نکل آئیگی مین اس تجویز کو الحکم کی ترقی اشاعت کے سلسلہ کے لئے نہایت مفید خیال کرتا ہون مگر سردست اس پر عملدرآمد کرنیکے لئے مین متامل ہون اسلئے آخر مئی ۱۹۱۰ء تک یہ پرچے جن لوگون کے نام مفت جاری کئے جاتے ہین اور جنکی درخواستین دفتر مین آ رہی ہین۔ ایک حبہ بھی انسے لئے بدون انکے نام جاری رہینگے تین ماہ کے بعد یا تو ان مفت پرچون سے پھر اور لوگون کو تین ماہ تک مستفید ہونیکا موقعہ دیا جائیگا انشاء اللہ العزیز یا ان مین سے بعض یا کل سے صرف محصول ڈاک لیکر باقی تین مہینے کے لئے ان پرچون کو جاری رکھا جائیگا بہر حال یہ طریق انشاء اللہ تعالی نتیجہ خیز اور مفید ہوگا۔ اور بہت سے لوگ اس سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔ الحکم کے مربی اور سرپرست اس مجوزہ تعداد کو پورا کرنیکے لئے ...

(مطبع انوار احمدیہ قادیان مین باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب مالک و ایڈیٹر کے چھپا)

Digitized by Khilafat Library

ترجمۃ القرآن

قرآن مجید کے مطالب اور معانی کو آسان طور پر سمجھانیکے لیئے یہ ترجمۃ القرآن کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے۔ اور یہ التزام کیا ہے۔ کہ ہر مہینے کم از کم ایک پارہ ضرور شایع ہو جاوے متن کے نیچے سلیس اردو ترجمہ دیا ہوا ہے۔ اور ترجمہ ایسا معنی خیز ہے کہ معمولی اردو خواں بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ حاشیہ میں تفسیری نوٹ ہیں جس سے قرآن مجید کی عظمت اور دلائل نبوت کو پیش کرنا مقصود رکھا گیا ہے حقایق و معارف قرآن کو ایسے طور پر بیان کرنیکی کوشش کی گئی ہے۔ کہ موجودہ زمانہ کے فلسفی اور سائینس دان بھی مزہ اٹھائیں ترجمہ اور نوٹ میں حضرت خلیفۃ المسیح کے درس قرآن مجید

اور حضرت مسیح موعود کی تصانیف کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ اسوقت تک پانچ چھہ پارے چھپ چکے ہیں قیمت ہر یک ۴/

تفسیر سورہ بقر مکمل تین روپیہ چار آنہ (۳ روپے ۴ آنے)

(در مطبع انوار احمدیہ باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب تراب احمدی مالک و ایڈیٹر مطبوع گردید)

حضرت امیر المومنین کے ارشادات

مین ہمیشہ خوش رہتا ہون

۲۳ - فروری ۱۰ء کو مجھے حضرت کی صحبت مین بیٹھنے کی سعادت حاصل تھی آپکو مطالعہ کتب کا جو شوق ہے وہ ظاہر امر ہے کسی تاجر کتب کو ایک کتاب کے متعلق لکھا تھا کہ بھیجدو بعد دیکھنے کے اگر مینے اسے پسند کیا تو قیمت بھیجدونگا ورنہ واپس اور ہر دو طرف کا محصول مین دونگا اسنے جواب دیا کہ ایسا نہین کر سکتے فرمایا ہم اس جواب سے خوش ہوئے کیونکہ یہ معاملہ کی بات ہے۔ وہ ہم سے ناواقف ہے ہمارے حالات سے بیخبر! اور اصل تو یہ ہے کہ مین تو سدا ہی خوش رہتا ہون کیونکہ مومن لا یحزنون کے نیچے ہے کوئی مریض میری تشخیص کو تسلیم نہین کرتا تو مجھے خوشی ہوتی ہے اسلئے کہ مین اس کی ذمہ واری سے بچ جاتا ہون کوئی بیرونی مریض رخصت چاہتا ہے۔ تو فوراً اسے رخصت دیتا ہون اور خدا کا فضل سمجھتا ہون کہ اسنے ذمہ داری سے نجات دی غرض ہر حال مین مجھے خوشی ہی رہتی ہے۔ اور یہ اسکا فضل ہے۔

اپنی سچائی کی بصیرة

مینے ایک تحریر آپکو دکھایا جو الحکم نمبر ۵ مین طبع تھا اسمین تھا کہ تم نے ہمارے سکول کی شال عیسائیون کے مدرسے سے دی اسپر آپ کی مذہبی حمیت اور حرارت نے خاص رنگ دکھایا۔ بڑے جوش سے فرمایا کہ کیا ہم اپنے سکول کے متعلق یہ سن سکتے ہین؟ ہم خدا کے فضل سے بے ایمان نہین لوگونکو دھوکہ نہین دیتے یہی حق ہے جو ہمنے قبول کیا ہے ایک آن کے لئے بھی کفر یقین کرنے کو کوئی اسے اختیار نہین کر سکتا ہمنے دنیا کی ہاتین کفرنامے اور قتل کے فتوے اپنے حق مین سنے اور انکی پرواہ نہین کی کیا دنیا کی ان ساری تکلیفون کو سامنے رکھکر اور برداشت کرتے ہوئے بھی ہم اللہ تعالےٰ کو دھوکہ دینا چاہتے ہین؟ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ ہرگز نہین پھر ہم شاہدین علیٰ انفسہم بالکفر کیونکر بن سکتے ہین خدا نے ہمین حق دکھایا جو ہم دنیا کے سامنے پیش کرتے ہین جو چاہے اسے قبول کرے جو چاہے رد کرے اسکا معاملہ خدا تعالیٰ سے ہے ہم کسی کی مخالفت کی پرواہ نہین کرتے اور نہ دنیا سے ڈرتے ہین جب یہ باتیں ہی ہمارے سامنے ہیچ ہین تو پھر ہم کسی کی پرواہ کیا کرین۔ خدا ہمارے ساتھ ہے۔

خدا کے فضل کا ذکر

حضرت امیر المومنین کے واقعات زندگی عجیب قسم کے خوارق کا مجموعہ ہین دوسرے لوگ جو بدظنی سے ہر ایک بات دیکھتے ہین وہ ایسے امور کو اعتقادی نظر سے دیکھتے ہین۔ اور بے حقیقت کہتے ہین مگر جن لوگوں نے ان واقعات کو دیکھا ہے۔ وہ خدا کی قسم کھا کر بیان کر سکتے ہین فرمایا دیکھو تب ایک شخص کے چودہ روپیہ مجھے دینے تھے اسنے آکر مطالبہ کیا اور مینے گھر مین دریافت کی تو جواب ملا موجود نہین میرے پاس ایک قیمتی چادر تھی مینے وہ کسی کو دی کہ بازار مین فروخت کر دو اسنے آکر کہا کہ اسکی قیمت چودہ روپیہ ملتی ہے مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک بصیرت اور مناسبت دی ہے۔ مینے سمجھ لیا کہ ہان ٹھیک ہے دیدو حالانکہ وہ بہت قیمتی چیز تھی اسکے بعد مینے دعا کی اور پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے کبھی ایسی ضرورت نہین آنے دی کہ اسکا سامان تب ہی نہ کیا ہو میرے شاگرد جانتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کسطرح پر میری ضرورتون کو رفع کرتا ہے بعض وقت سولہ روپیہ کی ضرورت آنیوالی ہے اور مجھے علم نہین مگر اس سے پہلے کسی نے آکر ایک پونڈ اور ایک روپیہ دیدیا ہو۔

اسی طرح پھر وہ میرے ساتھ معاملہ فرماتا ہے یہ اسکی نکتہ نوازی ہے مجھے میرے روحانی امراض کے علاج کے لیئے ایک نسخہ دیتے ہوئے لکھا کہ میرا یقین ہے۔ تجربہ ہے مشاہدہ ہے اگر انسان اپنے مذہبی فرض اور دنیوی فرض کو عمدگی سے ادا کرکے گونہ سبکدوشی حاصل کرے تو اللہ تعالیٰ ہرگز ہرگز ہرگز ایسے انسان کو ضائع نہین کرتا“

شفقت علیٰ خلق اللہ کا نمونہ

ایک عہدہ دار نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مین مخلوق کی ہمدردی کا اتنا جوش ہے کہ شفقت علی الاولاد بھی بعض وقت اسپر قربان کرتے ہین اسنے اسی سلسلہ میں کہا کہ ایکدن آپ مریض کے لئے نسخہ لکھ رہے تھے کہ بچے نے کلاہ لا کر رکھدیا کہ اسکے دو متوجہ ہوئے پھر توجہ دلائی تو ایک شخص کو مخاطب کر کے کہا کہ یہ وقت ایسے کامون کے لئے نہین تم جانتے ہو کہ یہ وقت ان مریضون کے لئے ہے اگر مین ذاتی کامون میں اسے صرف کر دون تو پھر ان کے لئے اور وقت کہان سے نکالون خرید فروخت کے کام میں نہین کر سکتا اس بے توجہی سے بچے نے گو روئی سی صورت بنائی مگر حضرت نے اس وقت ذرا بھی توجہ نہ کی اور پھر مریضون ہی کی طرف متوجہ رہے یہ عملی نمونہ ہے وقت کی قدر و قیمت کا یہ عملی سبق ہے ایثار نفس کا اور شفقت علی الخلق کا۔

حضرت امیر المومنین کا مکتوب حسن نظامی کے نام“

گذشتہ سال ۲۷ - فروری ۱۹۰۹ء کو حسن نظامی“ دہلوی نے حضرت امیر المومنین کی خدمت مین ایک عریضہ لکھا تھا جس مین انہون نے حضرت محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کوئی تحریر چاہی تھی اور گوردکل کے جلسہ کے متعلق لکھا تھا کہ کوئی آدمی وہان جا کر اسے دیکھے اسکا جواب حضرت نے اسوقت جو دیا وہ خوش قسمتی سے مجھے بھی پڑھنے کا اتفاق ہوا اور آج پورے ایک سال کے بعد میں اسے دوستوں کے لئے بطور تحفہ پیش کرتا ہون اس سے حضرت کے ایمان باللہ اور توکل علی اللہ کا عجیب ثبوت ملتا ہے (ایڈیٹر)

مکرم معظم جناب مولنا

کرمت نامہ پہونچا۔ اسپر عرض ہے کہ کتاب اللہ کے بعد صحیح بخاری کو مین اور ہماری جماعت اصح الکتب یقین کرتے ہین۔ اسمین لکھا ہے کہ ایکبار سرور عالم فخر بنی آدم خاتم المرسلین سید الاولین والآخرین کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرات صحابہ کرام سرف اندوز تھے۔ اور ایک جنازہ گذرا اور اس مطہر ومز کی جماعت نے اسکی تعریف کی عربی عبارت میں ہے اثنوا علیہ خیراً فقال وجبت۔ پھر ایک اور جنازہ گذرا تو اسکی مذمت ہوئی۔ پھر ارشاد ہوا وجبت۔ وجبت کے معنے ہین کہ اسکے لئے واجب ہو چکی۔ حضرات صحابہ کرام نے عرض کیا ما وجبت یا رسول اللہ۔ کیا واجب ہوا فرمایا الذی اثنیتم علیہ خیراً فوجبت لہ الجنۃ واما الذی اثنیتم علیہ شراً فوجبت لہ النار۔ انتم شہداء فی الارض جسکی تمنے تعریف کی اسکے لئے جنت واجب ہوئی۔ اور جسکی تمنے مذمت کی اسکے لئے دوزخ واجب ہوئی۔

اب جو میں قرآن کریم کو پڑھتا ہوں تو اس میں ارشاد ہے وکذالک جعلنٰکم امۃ وسطاً لتکونوا شھداء علی الناس تو اس سے واضح ہوتا ہے کہ وہ حقیقت ہر زمانہ کے اخیار میں طاری و ساری ہے اور ہمیشہ اس کے مطابق ہم مشاہدہ کرتے ہیں اور اس معیار پر جیسے حضرت نظام الحق والدین سلطان الدنیا والعقبیٰ کو دیکھا تو سات سو برس کے قریب قریب ہوتا ہے کہ ہزاروں ہزار اخیار آپکے مدح میں رطب اللسان ہیں اگر یہ مشت خاک ان ابرار و اخیار کے ساتھ ہم آواز نہ ہو تو حسب الارشاد ومن یتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا مجھ سے زیادہ کون بدقسمت ہو سکتا ہے پس میرا دلی یقین ہے کہ وہ محبوب الٰہی حسب تزکیہ شہداء اللہ واقعی محبوب الٰہی تھے - یہ ہی میرا دلی اعتقاد ہے عام لوگوں کی اجنبیت انشاء اللہ میرے نزدیک مجھے نمی ارزد کا رنگ رکھتی ہے۔

کاش آنانکہ عیب من گیرند
روئے آن دلستان بدیدندی

اب دوسرے ارشاد اور اسکی اہمیت پر گذارش کرتا ہوں اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے انا لننصر رسلنا والذین اٰمنوا فی الحیٰوۃ الدنیا اور فرماتا ہے وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین ولکن المنافقین لایفقھون ط پس مولانا - اگر ہم فی الواقعہ جناب الٰہی کی نظر میں مومن ہیں تو ہم یقیناً یقیناً معزز و منصور ہیں ہمیں کفار کے جلسہ کا قطعاً جوش و رنج نہیں اور نہ ہم انکے نظاروں کو اہم تعین کر سکتے ہیں جناب کو معلوم ہوگا حضرت فرید الحق والدین جب قطب الحق کے جانشین ہوئے تو ہفتہ کے اندر اندر قریب دہلی سے دوری اختیار فرمائے تو کیا انکے لئے اجودھن کا جنگل منصر ہوگا والسلام

آنیوالا سالانہ اجلاس

ہمارا سالانہ اجلاس جو دسمبر ۱۹۱۰ء کے آخری ہفتہ کی بجائے ایسٹر کی تعطیلات پر ملتوی ہوا تھا بالکل قریب آگیا ہے اگرچہ الحکم کے سوا اسکا ذکر ہمارے دوسرے اخبارات میں نہیں ہوا یہانتک کہ انجمن کے ماہواری میگزین میں بھی (جو ابھی اواخر فروری میں شائع ہوا ہے) اسکا کچھ ذکر نہیں - حالانکہ جلسہ کے متعلق تفصیلی حالات وغیرہ اسی رسالہ میں شایع ہو جانے ضروری تھے کیونکہ اگلا رسالہ اواخر مارچ میں شایع ہوگا تاہم میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ ضروریات جلسہ پر توجہ دلاؤں [illegible] جلسہ کے دن بہت ہی قریب ہیں اسلیئے اس کے متعلق ضروری انتظامی امور کیلئے ابھی سے تہیہ اور تیاری ہونی چاہیئے یہ ذمہ وار آفیسروں کا کام ہے - اور وہ انشاء اللہ ایسا کریں گے - میں ان باتوں کی طرف قوم کو متوجہ کرتا ہوں جو قومی فرض کے نیچے ہیں۔ فروری کا رسالہ میگزین میرے سامنے ہے اخراجات جلسہ کا کل روپیہ [illegible] یکم فروری ۱۹۱۰ء کو انجمن کے ہاتھ میں تھا اور اسی تاریخ کو لنگر خانہ آٹھ سو اکانوے روپیہ [illegible] آنہ نو پائی کا مقروض تھا۔

اخراجات جلسہ کے لئے تین ہزار روپیہ کی ضرورت بتائی گئی تھی - اور یہ رقم دسمبر کے آخری ہفتہ سے پہلے خزانہ انجمن میں آجانی ضروری تھی لیکن اخیر جنوری تک ایک ہزار روپیہ بھی وصول نہ ہونا گیا ظاہر کرتا ہے - اگرچہ ہم جانتے ہیں کہ دوسری ضرورتوں میں ایک کثیر رقم قوم دے چکی ہے اور دے رہی ہے مگر اسکے یہ معنے نہیں ہو سکتے کہ ایک سخت ضرورت کو بھی پیچھے ڈالدیا جاوے ہمیں یہ بھی علم ہے کہ بعض انجمنیں میں جلسہ پر اخراجات جلسہ کی رقم قوم داخل کرتی ہیں لیکن یہاں ضروریات کے لیئے پہلے روپیہ کی ضرورت ہوتی ہے اسلئے اخراجات جلسہ کی مد کا روپیہ بہت جلد آجانا چاہیئے۔ اور ۱۵ مارچ ۱۹۱۰ء تک اس فنڈ میں اتنا روپیہ موجود ہو جانا چاہیئے جو کسی قسم کی دقت پیش نہ آئے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک پرجوش اور مخلص بھائی شیخ ہاشم علی صاحب نے انجمن احمدیہ سنور کی طرف سے تین دن کیلئے نمک مرچ اور مصالحہ کے اخراجات کا ذمہ لیا تھا اور وہ بڑی خوشی سے اس خرچ کو ادا کرینگے اسلیئے انکا اخلاص اور بذل مال انکی ہمت اور استطاعت کے مقابلہ میں قابل رشک ہے پس جلسہ کے ناظم صاحب کی طرف سے انہیں اطلاع دینی چاہیئے کہ وہ اس غرض کے لئے جسقدر رقم کی ضرورت ہو بھیجدیں جلسہ کے اخراجات لکڑی کیلئے میرے مکرم بھائی سید محمد یوسف صاحب انبالہ نے ذمہ لیا تھا اسلیئے میں انہیں الحکم ہی کے ذریعہ یاد دہانی کرتا ہوں کہ وہ تین دن کے لیئے کم از کم دو ہزار آدمیوں کے لئے ایک وقت کا اندازہ کر کے لکڑی کی قیمت فوراً بھیجدیں اور یا اگر انکے لیئے بسہولت ممکن ہو تو وہ لکڑی بھجوا دیں۔

بحمد للہ ان دو ضرورتوں کی طرف سے تو پورا اطمینان ہے اسکے بعد جن چیزوں کی ضرورت ہے میں اسکے لئے احباب کو متوجہ کرتا ہوں

اول عام انتظام مہمانداری کے لئے ہر چند یہاں کے مخلص خادم مقدور بھر سعی کرتے ہیں مگر پھر بھی بعض نقائص کا پیدا ہونا یقینی ہے اسلیئے جو امر اس انتظام سے متعلق ہے اور جسکی طرف میں اپنے تجربہ کی بنا پر گذشتہ سالوں سے متوجہ کرتا آیا ہوں - وہ یہ ہے کہ ہر ایک انجمن اپنے ہاں سے چند آدمی اپنی جماعت کی تعداد کے لحاظ سے خاص طور پر متعین کرے جو اس جماعت کے قادیان پہنچنے سے دو دن پہلے پہنچ جاویں اور سکرٹری صاحب ۱۵ - مارچ ۱۹۱۰ء تک دفتر سکرٹری میں اطلاع دیں کہ انکی جماعت سے کسقدر آدمیوں کے قادیان جلسہ پر آنیکی توقع ہے اور وہ کس کس آدمی کو انتظامی امور میں مدد دینے کو بھیجینگے جب تک اس طریق پر عمل نہیں کیا جاویگا تکالیف رہینگی پس کام کرنیوالے آدمی پہلے سے یہاں پہنچنے ضروری ہیں -

دوم اگر بعض احباب یا جماعتیں کوئی اجناس اخراجات جلسہ کے لیئے بھیجنا چاہیں تو وہ بھی ۱۵ - مارچ سے پہلے بھیجدیں

سوم ایام جلسہ کے لئے گوشت کے بہترین انتظام کے لیئے اگر ہمارے مکرم بھائی سید محمد یوسف صاحب یا سیٹھ احمد الدین صاحب کوئی خاص انتظام کر دیں تو بہت ہی مناسب ہوگا۔

یہ تو عام ضروریات کے متعلق جن امور کی یاد دہانی کی حاجت تھی میں کر چکا -

ایسا ہی میں یہ بھی یاد دلانا چاہتا ہوں کہ چندوں کے متعلق اگر سکرٹری صاحبان انجمن ہائے احمدیہ پہلے ہی سے فہرستیں طیار کر رکھے اور رقوم جمع کر کے لیتے آئیں گے تو کارکنوں

کے بہت سے وقت کی بچت ہو سکتی ہو جو لاکھوں کروڑوں روپیہ کے مقابلہ میں بھی قیمتی ہے۔

بار بار چندہ دینے کیلئے اپیلیں کرنیکی ضرورت نہیں آپ لوگوں کے پاس اس سال ۱۹۱۵ء کا بجٹ چلا گیا ہے۔ اور وہاں سے ان کے ضروریات سے آگاہ ہیں سب سے زیادہ ضروری امر **بورڈنگ ہوس** اور مدرسہ کی تعمیر کا سوال ہے۔ گورنمنٹ نے دس ہزار منظور کیا ہے۔ اور یہ ضروری امر ہے کہ ایک معقول رقم ہم خود اس کام کے لیئے جمع کریں۔

ممالک غیر میں وفود بھیجنے کا سوال بھی ہمارے سامنے ہے۔ اور شاید اس سوال کو کانفرنس میں پیش کیا جاوے الحکم اس کے متعلق اپنی رائے پہلے ظاہر کر چکا ہے کہ **اشاعت اسلام** کا کام جسقدر وسیع پیمانہ پر ہو عین مقصد سلسلہ کا ہے مگر اس کام کے لیئے سب سے پہلا سوال روپیہ کا ہے صدر انجمن کا سیکرٹری بھی میری اس رائے سے متفق ہے۔ اور سیکرٹری صاحب نے اعلان کر دیا ہے کہ جبتک بیس پچیس ہزار روپیہ جمع نہ ہو جاوے یہ کام جاری نہیں ہو سکتا۔ اسلیئے میں احباب کو الحکم کی تحریک **پچیس روپیہ فنڈ** کی طرف متوجہ کرتا ہوں کہ اس **فنڈ** میں اگر ایکہزار آدمی بھی اس میں حصہ لیں تو یہ فنڈ ولایتی فنڈ کا متکفل انشاء اللہ ہو سکے گا۔

قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ کا سوال بھی ضروری ہے اور یہ کام شروع بھی ہے۔ اسلیئے اس فنڈ کی بھی ضرورت ہے مدرسہ احمدیہ کے لیئے بھی خاص توجہ بکار ہے۔ اور ان سب سے بڑھکر **لنگر خانہ** کی ضرورتوں پر توجہ کرنا پہلا فرض ہے لنگر خانہ کیلئے جدید مکانات کی ضرورت ہے مہمان خانوں کی وسعت کی ضرورت ہے۔

لنگر خانہ کی اہمیت اس سے ظاہر ہے کہ حضرت نے اپنی زندگی میں اس کام کو اپنے ہاتھ میں رکھا۔ اور حضرت امیر المومنین کو بھی خصوصاً توجہ ہے اشاعت سلسلہ اور ہدایت کا جو کام لنگر خانہ کے ذریعہ ہو رہا ہے۔ وہ نہایت قیمتی اور قابل قدر ہے اسکی اس کی ضروریات کو بہت سی ضرورتوں پر مقدم کرنا چاہیئے۔

اور تعجب ہے کہ یہی مد مقروض ہے۔ پس اسی مد کا ایسا انتظام کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ وہ **قرض کے جال** سے نکلجاوے اور اسکی موجودہ ضرورتیں رفع ہو جائیں۔

لنگر خانہ اور مہمان خانہ کے لیئے جس عمارت کی ضرورت ہے اسکی تکمیل اسی سال میں ہونی چاہیئے۔

یہ سلسلہ کی عام ضروریات ہیں جو ہمارے آنیوالے بھائیوں کے زیر نظر رہیں۔

پھر میں آپ کی توجہ سلسلہ کے صیغہ **اشاعت** کی طرف منعطف کراتا ہوں۔ اور اگر میں خود اس صیغہ کی طرف توجہ نہ دلاؤں اور اپیل نہ کروں تو ضروریات سلسلہ کیلئے اپیل کرنیوالے بزرگ کیوں متوجہ ہوں؟

سلسلہ کی اندرونی اصلاح اور بیرونی اشاعت میں جو کام تائید ربی سے اخبارات سلسلہ کر رہی ہیں وہ نہایت بیش قیمت اور بے نظیر ہے۔ قومی ضرورتوں سے آگاہ کرنا اور اندرونی اور بیرونی مخالفین کے حملوں کے جواب کیلئے ہر قدر ہمہ آمادہ رہنا ہے۔ اور اپنی اپنی طاقت کے موافق وہ یہ فرض ادا کر رہی ہیں۔ جس پیمانہ پر آپ الحکم کو دیکھنا چاہتے ہیں وہ بجائے خود ایک مستقل فنڈ کو چاہتا ہے۔ اور یہاں یہ حالت ہے کہ کرنیوالے ہی جانتے ہیں۔ کہ کس طرح چیران اخراجات کو پورا کیا جاتا ہے۔ میں کسی ایک یا دوسرے اخبار کا نام لیکر خاص طور پر اپیل نہیں کرتا۔ بلکہ میرا مقصد صرف یہ ہے کہ قومی اخبارات کی مالی حالت کی اصلاح کی طرف توجہ کرنا از بس ضروری ہے۔

مینے اس مرتبہ صاف الفاظ میں جلسہ کے موقع پر ضروریات قوم کا مختصر سا خاکہ آپ کے سامنے رکھدیا ہے۔

آئندہ جو اطلاعیں یا اپیلیں صدر انجمن شایع کریگی۔ وہ آپ کے معلومات میں اضافہ ہو گا۔

بہرحال جلسہ پر احباب کو کثرت سے شامل ہونا چاہیئے۔ اسلیئے کہ ایسے موقعہ پر کثرت سے دعاؤں میں شمولیت کا موقعہ ملتا ہے۔ کیا عجب کہ ہمارے جیسے خطا کار دلکو بھی مولی کریم بخشدے کیونکہ بقول سعدی علیہ الرحمتہ

بدان را بہ نیکان ببخشد کریم

مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی رح

مولوی ابو سعید صاحب کا ایک نابالغ لڑکا عبد الباسط نام مدرسہ تعلیم الاسلام میں پڑھتا ہے۔ آج سے پہلے الحکم یا سلسلہ کے دوسرے اخبارات نے اس خبر کی اشاعت کی بھی ضرورت نہیں سمجھی چہ جائیکہ اسے کوئی خاص اہمیت دی جاتی مگر اہلحدیث کے ایڈیٹر امرتسری منکر کو چونکہ مولوی محمد حسین صاحب سے سخت عداوت اور رقابت ہے۔ اسلیئے وہ کبھی ایسے موقعہ کو جو مولوی محمد حسین صاحب کو انکے دوستوں میں خفیف کرنیکا ہوتا ہے جانے نہیں دیتا پچھلے دنوں میں جب انکا کوئی آوارہ گرد لڑکا کسی مواخذہ سرکاری کے نیچے آیا تو امرتسری منکر نے ہی صرف اس خبر کو شایع کیا اور باوجودیکہ مجھے بھی علم تھا مگر اس قسم کی خفیف حرکت کو مینے پسند نہ کیا۔ اب جبکہ انکا ایک بچہ یہاں آگیا۔ تو کسی غلطی کی بنا پر اس خبر کا اعلان کیا حالانکہ یہ معمولی امر تھا۔

یہ سچ ہے۔ اور بالکل سچ ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب کے رجوع کے متعلق حضرت مسیح موعود مغفور کی پیشگوئی ہے۔ مگر ہم نہیں جانتے کہ وہ کس رنگ میں پوری ہوگی۔ ہاں ہم ایمان رکھتے ہیں کہ یہ ہو کر رہیگی جس طرح پر خدا چاہیگا۔

ہمارے سلسلہ کی صداقت کا انحصار اسی پیشگوئی پر نہ کبھی رکھا گیا اور نہ ہم سمجھتے ہیں۔ ہزاروں نشانات پورے ہوئے اور تائیدات کا ایک چمکتا ہوا سلسلہ ہم نے دیکھا اور دیکھ رہے ہیں اسوقت بھی جو تائیدات ہمارے **امام** کی ہو رہی ہیں۔ وہ بجائے خود ایک

زبردست نشان ہے

چار لاکھ سے زاید آدمیوں کا ایک **شخص** کو جو ایک وقت تک انکا روحانی بھائی تھا اپنا مطاع یقین کرکے اسکے فیصلوں کو اپنے لیئے حجت اور ناطق مان لینا کیا چھوٹی سی بات ہے۔

غرض

سلسلہ عالیہ کی صداقت اسی نشان پر نہیں اور اگر مولوی محمد حسین صاحب کے لڑکے کا قادیان تعلیم الاسلام سکول میں تعلیم کے لیئے آجانا مولوی صاحب کا رجوع ہم قرار دیتے۔ تو

کیون اسکا اعلان نکرتے یہ بچہ جو نابالغ ہے ایک سر مستتر راز ہے ہمین یا کسی کو کیا معلوم ہے کہ

وہ کل کیا ہو گا ؟

مین یہ جرأت سے کہتا ہون کہ میری ایمان میں ان بچوں کی آوارگی مولوی صاحب کی غلطی اور گناہ کا نتیجہ ہے اور اسکا علاج استغفار لاحول اور دعا ہے بہرحال مولوی محمد حسین صاحب ہمارے سلسلہ کے بدستور مخالف اور منکر ہین۔ ہان ہم اللہ تعالٰی سے چاہتے ہین کہ نہ صرف وہ بلکہ امرتسری منکر اور تمام منکرین کو ہدایت نصیب ہو۔

اس بچہ کی آوارگی کو مین ہمیشہ محسوس کرتا رہا۔ کیونکہ باوجود مخالفت کے بھی مولوی صاحب سے مجھے گذشتہ سولہ سال مین متواتر ملنے اور مذہبی اختلافات پر بات چیت کرنیکا موقعہ ملتا رہا ہے۔ مین ہمیشہ انہین مشورہ دیتا رہا کہ ان بچوں کو ہمارے پاس قادیان میں بھیجد و انشاء اللہ العزیز وہان کے استادون کی نگرانی اور انکی دردمندانہ دعائیں کیا عجب ان کی اصلاح کا ذریعہ ہو سکین مین ہمیشہ اس بات سے ڈرتا تھا کہ کہین یہ بچے مشن مین نہ چلے جائیں اسپر انہین ہمیشہ انکار رہا گزشتہ ڈسمبر مین جب انکی آوارگی حد سے گزر گئی یہی لڑکا عبد الباسط قادیان میرے مشورہ پر بھیجا گیا۔ اور خدا کا فضل ہے کہ یہ بچہ اپنی اصلاح مین بہترین ترقی کر رہا ہے۔

اسپر مولوی محمد حسین صاحب کے رجوع کا شور مچانا یہہ دراصل مخالفین سلسلہ کا انکو بھڑکانا ہے اور ان کی تہہ دشمنی ہے۔ ابھی مولوی صاحب کے تین چار لڑکے قابل اصلاح ہین جن مین ایک نابالغ ہے اسکا پتہ نہین مخالفین جو مولوی صاحب سے ہمدردی کا دم بھرتے ہین۔ اسے ہی تلاش کرین۔

ہماری جماعت ایسی خفیف حرکات کا ارتکاب نہین کر سکتی کہ کچّی باتیں کرے۔

مدرسہ تعلیم الاسلام خالص اسلامی مدرسہ ہے اور پنجاب بھر مین اکیلا مدرسہ ہے جہان تعلیم اور تربیت کیساتھ لڑکونکی اخلاقی نگرانی اور مذہبی پابندی کا خصوصیت سے التزام کیا جاتا ہے۔ اور اس امر کو سررشتہ تعلیم کے افسرون نے تسلیم کر لیا ہے اور غیر احمدیون کا اپنی بچوں کو یہان بھیجنا اور دور دور سے بھیجنا اسکی قبولیت کی دلیل ہے ابھی علاقہ پشاور سے ایک بچہ آیا ہے۔

غرض

یہہ بالکل بیہودہ حرکت ہے جو اہلحدیث نے کی ہے اور یہہ صرف اسی معمولی دشمنی کی بنا پر ہے جو اسے مولوی محمد حسین صاحب سے ہے۔

مین سلسلہ کے مخالفین کو یاد دلاتا ہون کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ دنیا میں کسی شخص کی شخصیت سے کوئی دشمنی اور عداوت نہین رکھتا وہ اگر دشمن ہے تو بُرے خیالات کا اور بُرے افعال کا جو اللہ اور اسکے رسول کے خلاف ہون ہم اپنے مخالفین کے لیئے دعا کرتے ہین اور انکی ذات اور شخصیت کے ساتھہ ہر قسم کا جائز سلوک کرنے کے لیئے خدا کے فضل سے ہر وقت آمادہ رہنا چاہتے ہین محض اسوجہ سے کہ مولوی محمد حسین صاحب ہمارے سلسلہ کے مخالف اور اول المنکرین ہین ہم کبھی خوش نہین ہو سکتے اگر انہین کسی قسم کا کوئی دکھہ پہنچے مولوی محمد حسین صاحب پر کیا منحصر ہے کسی دشمن سلسلہ کے لیئے بھی ایسا روا نہین رکھتے اسلیئے کہ شفقت علی خلق اللہ کے خلاف ہے مخالفت مین وہ معذور ہین ہمارے موجودہ امام کے ہاتھہ مین خدا تعالٰی نے شفقت علی خلق اللہ کا ایک ایسا نمونہ رکھدیا ہے کہ ہر روز وہ قادیان کے خطرناک مخالفین اور بعض اسلام کے دشمنون تک کا مدا[illegible]وا کرتے اور نہایت رحم اور کرم سے یہ گویا عملی سبق ہے ہمارے مخالف بارہا اس کا تجربہ کر چکے ہین اور ایسی بہت سی نظیرین موجود ہین۔

مین اسی سلسلہ مین اتنا اور کہنا چاہتا ہون کہ عبد الباسط کے اخراجات کے کفیل مولوی صاحب خود ہین وہ بدستور سلسلہ کے مخالف ہین اگرچہ انکی مخالفت نے ہمارا ابتک کچھہ بھی نہین بگاڑا اور نہ انشاء اللہ انکا ڈر۔ اور نہ کسی اور کی مخالفت انشاء اللہ کچھہ بگاڑ سکتی ہے۔ ان کوتاہ اندیش معترضین کی عقل پر مجھے افسوس ہے۔ کہ وہ اپنے لڑکوں کو مشن سکول مین بھیجتے ہوئے نہین گھبراتے لیکن جب کوئی بچہ تعلیم الاسلام میں آتا ہے جہان اسے قرآن مجید پڑھایا جاتا ہے۔ نمازوں کی پابندی کرائی جاتی ہے آنحضرت صلعم کی صداقت کے دلائل ذہن نشین کرائے جاتے ہین دینی غیرت کا سبق دیا جاتا ہے۔ تو چڑتے ہین۔

یہ ثبوت ہے انکی گمراہی کا

اللہ تعالٰے انپر رحم کرے - (آمین)

بالآخر مین اپنی جماعت کے ان لوگوں کو متوجہ کرتا ہون جنکے نام سے یہ اعتراض کیا جاتا ہے۔ کہ ایسے سہاروں میں حصہ لینا بالکل بے اصل بات ہے ہمارا سلسلہ اللہ تعالٰی کی طرف سے ہے۔ اور وہ کسی کا محتاج نہین۔ وہ خود ہر طرح کی تائیدات سے اسے بڑھا رہا ہے۔

خود ایک شخص جسکے متعلق اصل پیشگوئی ہے جب زندہ موجود ہے تو اسکے ایک نابالغ بچہ کے تعلیم الاسلام مین تعلیم کے لیئے آجانے سے رجوع ثابت کرنیکی کوشش ہلکی بات ہے۔

مین تمہین حضرت امام کا ایک طرز عمل تمہارے سامنے رکھدیتا ہوں جو اس بچہ کے متعلق ہے۔

"ایکدن اسے کہا کہ تمہین کسی نے آجتک کچھہ کہا تو نہین اور اگر کوئی تم سے کسی قسم کا مباحثہ کرے یا مذہبی چھیڑ چھاڑ کرے تو مجھے اطلاع دو۔ اور جس قسم کی بھی تکلیف ہو مجھ سے بے تکلف کہو۔"

ان الفاظ سے اندازہ کر لو کہ حضرت کس اصل پر چل رہے ہین وہ بار بار قرآن کریم کے اس ارشاد کو فرمایا کرتے ہین۔

لا اکراہ فی الدین

اگرچہ ہم دل سے چاہتے ہین کہ ساری دنیا احمدی ہو مگر یہ اللہ تعالٰی کے اختیار مین ہے کسی شخص کے قبضۂ قدرت میں نہیں پس آیندہ اس لڑکے کے متعلق کوئی بحث مباحثہ نہین ہونا چاہیئے۔ مخالفین جو کچھہ بھی کہین ہم اسکے ذمہ دار نہین اس لحاظ سے کہ کوئی مسلمان بچہ آوارہ نہو اور پھر خدا نخواستہ عیسائیوں کے پنجہ مین نہ پھنس جاوے ہم اسکے بچانیکے لیئے حتی المقدور سعی کرنیکو طیار اور دعاؤں سے کام لینگے لیکن اگر کوئی اس سے سلسلہ پر احسان رکھے کہ مینے ایسا کیا تو سلسلہ کبھی بھی گوارا نہیں کر سکتا۔ وہ صرف اللہ تعالٰی ہی کا ممنون احسان اور رہین منت ہے ۔

حضرت مسیح موعود مغفور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی درخواست

جدید پریس ایکٹ پر ریمارک کرتے ہوئے جس درخواست اور نوٹس کا ہمنے ذکر کیا تہا۔ انہیں سے درخواست کو آج شائع کرتا ہوں اسکو پڑھکر ناظرین اندازہ لگا سکینگے کہ کسطرح حضرت شہزادہ امن نے مذہبی مناظرات کی اصلاح کی کوشش کی جو بعض وقت بغض و منافرت کا ذریعہ بنتے ہیں اور اس سے ہماری پوزیشن صاف ہوجاتی ہے۔ کہ ہم ہمیشہ اصلاح کے طالب ہیں۔ اور امن کے دوست ہیں۔ (ایڈیٹر)

یہہ درخواست مسلمانان برٹش انڈیا کیطرف سے جنکے نام ذیل میں درج ہیں۔ بحضور جناب گورنر جنرل ہند دام اقبالہٗ اس غرض سے بھیجی گئی ہو کہ مذہبی مباحثات اور مناظرات کو ان ناجائز حملوں سے بچانیکے لئے جو طرح طرح کے فتنوں کے قریب پہنچ گئے ہیں اور خطرناک حالت پیدا کرتے چلے گئے ہیں۔ اور ایک وسیع بیقیدی ان میں طغیان کی طرح نمودار ہو گئی ہے۔ دو مندرجہ ذیل شرطوں سے مشروط فرمادیا جاوے اور اسی طرح اس وسعت اور بیقیدی کو روک کر ان خرابیوں سے رعایا کو بچایا جاوے جو دن بدن ایک مہیب صورت پیدا کرتی جاتی ہیں جنکا ضروری نتیجہ قوموں میں سخت دشمنی اور خطرناک مقدمات ہیں۔ ان دو شرطوں میں سے پہلی شرط یہ ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام وہ فرقے جو ایکدوسرے سے مذہب اور عقیدہ میں اختلاف رکھتے ہیں۔ اپنے فریق مخالف پر کوئی ایسا اعتراض نکریں جو خود اپنے پر وارد ہوتا ہو یعنے اگر ایک فریق دوسرے فریق پر مذہبی نکتہ چینی کے طور پر کوئی ایسا اعتراض کرنا چاہے جسکا ضروری نتیجہ اس مذہب کے پیشوا یا کتاب کی کسر شان ہو جسکو اس فریق کے لوگ خدا تعالیٰ کی طرف سے مانتے ہوں تو اسکو اس امر کے بارہ میں قانونی ممانعت ہو جائے کہ ایسا اعتراض اپنے فریق مخالف پر اسصورت میں ہرگز نہ کرے جبکہ خود اسکی کتاب یا اسکے پیشوا پر وہی اعتراض ہو سکتا ہو دوسری شرط یہ ہے کہ ایسے اعتراض سے بہی ممانعت فرمادیجاوے جو ان کتابونکی بنا پر نہ ہو جنکو کسی فریق نے اپنی مسلم اور مقبول کتابیں ٹھہرا کر ان کی ایک چہپی ہوئی فہرست اپنے ایک کہلے کہلے اعلان کیساتہہ شائع کرادی ہو اور صاف اشتہار دیدیا ہو کہ یہی وہ کتابیں ہیں جنپر میرا عقیدہ ہے اور جو میری مذہبی کتابیں ہیں سو ہم تمام درخواست کنندوں کی التماس یہ ہے کہ ان دونوں شرطوں کے بارہ میں ایک قانون پاس ہوکر اسکے خلاف ورزی کو ایک مجرمانہ حرکت قرار دیا جاوے اور ایسے تمام مجرم دفعہ ۲۹۸ تعزیرات ہند یا جس دفعہ کی رو سے سرکار مناسب سمجہے سزایاب ہوتے رہیں۔ اور جن ضرورتوں کی بنا پر ہم رعایا سرکار انگریزی کی اس درخواست کیلئے مجبور ہوئے ہیں وہ بتفصیل ذیل ہیں +

اول یہ کہ ان دنوں میں مذہبی مباحثوں کے متعلق سلسلہ تقریروں اور تحریروں کا اسقدر ترقی پذیر ہو گیا ہے اور ساتہہ ہی اسکے اسقدر سخت بدزبانیوں نے ترقی کی ہو کہ دن بدن باہمی کینے بڑھتے جاتے ہیں اور ایک زور کیساتہہ فحشگوئی اور ٹھٹھے اور ہنسی کا دریا بہ رہا ہے اور چونکہ اہل اسلام اپنے برگزیدہ نبی اور اس مقدس کتاب کیلئے جو اس پاک نبی کی معرفت انکو ملی نہایت غیرتمند ہیں لہذا جو کچہہ دوسری قومیں طرح طرح کے مفتریانہ الفاظ اور رنگا رنگ کی پرخیانت تحریر اور تقریر سے انکے نبی اور انکی آسمانی کتاب کی توہین سے انکے دل کو دکہا رہے ہیں یہ ایک ایسا زخم انکے دلوں پر ہو کہ شاید انکے لئے اس تکلیف کے برابر دنیا میں کوئی اور بہی تکلیف ہو اور اسلامی اصول ایسے مہذبانہ ہیں کہ یاوہ گوئی کے مقابل پر مسلمانوں کو یاوہ گوئی سے روکتے ہیں مثلاً ایک معترض جب ایک بیجا الزام مسلمانوں کے نبی علیہ السلام پر کرتا ہو اور ٹھٹھے اور ہنسی اور ایسے الفاظ سے پیش آتا ہے جو بااوقات گالیوں کی حد تک پہنچ جاتے ہیں۔ تو اہل اسلام انکے مقابل پر انکے پیغمبر اور مقتدا کو کچہہ نہیں کہہ سکتے کیونکہ اگر وہ پیغمبر اسرائیلی نبیوں میں سے ہے تو ہر یک مسلمان اس نبی سے ایسا ہی پیار کرتا ہے جیساکہ اسکا فریق مخالف وجہ یہ کہ مسلمان تمام اسرائیلی نبیوں پر ایمان رکہتے ہیں۔ اور دوسری قوموں کی نسبت وہ بہی جلدی نہیں کرتے کیونکہ انہیں یہ تعلیم دیگئی ہے۔ کہ کوئی ایسا آباد ملک نہیں جس میں کوئی مصلح نہیں گذرا۔ اسلئے گذشتہ نبیوں کی نسبت خاصکر اگر وہ اسرائیلی ہوں ایک مسلمان ہرگز بدزبانی نہیں کرسکتا۔ بلکہ اسرائیلی نبیوں پر تو وہ ایسا ہی ایمان رکہتا ہے جیسا کہ نبی آخرالزمان کے نبوت پر۔ تو اسصورت میں وہ گالی کا گالی کیساتہہ مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ہاں جب بہت دکہایا جاتا ہے۔ تو قانون کی رو سے چارہ جوئی کرنا چاہتا ہے مگر قانونی تدارک بدنیتی کے ثابت کرنے پر موقوف ہے جسکا ثابت کرنا موجودہ قانون کی رو سے بہت مشکل امر ہے لہذا ایسا مستغیث اکثر ناکام رہتا ہے اور مخالف فتحیاب کو اور بہی توہین اور تحقیر کا موقعہ ملتا ہے اسلئے یہ بات بالکل سچی ہے کہ جسقدر تحریروں اور تقریروں کی رو سے مذہب اسلام کی توہین ہوتی ہے۔ ابہی تک اسکا کوئی کافی تدارک قانون میں موجود نہیں اور دفعہ ۲۹۸ حق الامر کے ثابت کرنیکے لئے کوئی ایسا معیار اپنے ساتہہ نہیں رکہتی جس سے صفائی کیساتہہ نیک نیتی اور بدنیتی میں تمیز ہو جائے۔ یہی سبب ہے کہ نیک نیتی کے بہانہ سے ایسی دلآزار کتابوں کی کروڑوں تک نوبت پہونچگئی ہے لہذا ان شرائط کا ہونا ضروری ہے جو واقعی حقیقت کے کہلنے کیلئے بطور موید ہوں اور صحت نیت اور عدم صحت کے کہلنے کیلئے بطور معیار کے ہو سکیں۔ سو وہ معیار وہ دونو شرطیں ہیں جو اوپر گذارش کردیگئی ہیں کیونکہ کچہہ شک نہیں کہ جو شخص کوئی ایسا اعتراض کسی فریق پر کرتا ہے۔ جو وہی اعتراض اسپر بہی اسکی الہامی کتابوں کی رو سے ہوتا ہو یا ایسا اعتراض کرتا ہے۔ جو ان کتابوں میں نہیں پایا جاتا جنکو فریق معترض علیہ نے اپنی مسلمہ مقبولہ کتابیں قرار دیکر انکے بارے میں اپنے مذہبی مخالفونکو بذریعہ کسی چھپے ہوئے اشتہار کے مطلع کر دیا ہے تو بلاشبہ ثابت ہو جاتا ہے۔ کہ شخص معترض نے صحت نیت کو چہوڑ دیا ہے۔ تو اسصورت میں ایسے مکار اور فریبی لوگ جن حیلوں اور تاویلوں سے اپنی بدنیتی کو چہپانا چاہتے ہیں وہ تمام حیلے

نکمے ہو جاتے ہین اور بڑی سہولت سے حکام پر اصل حقیقت کھلجاتی ہے۔ اور اگر یہ یہ نہین کہہ سکتے کہ یاوہ گو لوگونکی زبانین رُکنے کے لئے یہ ایک کامل علاج ہے۔ مگر اس مین بھی کچھہ شک نہین کہ بہت کچھہ یاوہ گوئیون اور ناحق کے الزامون کا اس سے علاج ہو جائیگا۔

دوسری ضرورت اس قانون کے پاس ہونیکی لئے یہ ہے کہ اس بیقیدی سے ملک کی اخلاقی حالت روز بروز بگڑتی جاتی ہے۔ ایک شخص سچی بات کو سنکر پھر اس فکر مین پڑجاتا ہے کہ کسی طرح جھوٹ اور افترا سے مددلیکر اس سچ کو پوشیدہ کر دیوے اور فریق ثانی کو خواہ نخواہ ذلت پہونچادی سو ملک کو تہذیب اور راست روی مین ترقی دینے کے لئو اور بہتان طرازی کی عادت سے روکنے کے لئو یہ ایک ایسی عمدہ تدبیر ہے۔ جس سے بہت جلد دلون مین سچی پرہیزگاری پیدا ہو جائیگی۔

تیسری ضرورت اس قانون کے پاس کرنیکی یہ ہے کہ اس بیقیدی سے ہماری محسن گورنمنٹ کی قانون پر عقل اور کانشنس کا اعتراض ہے چونکہ یہ دانا گورنمنٹ ہر یک نیک کام مین اول درجہ پر ہے تو کیون اسقدر الزام اپنے ذمہ رکھے کہ کسی کو یہ بات کہنے کا موقعہ ملے کہ مذہبی مباحثات مین اسکے قانون مین احسن انتظام نہین ظاہر ہے کہ ایسی بیقیدی سے صلحکاری اور باہمی محبت دن بدن کم ہوتی جاتی ہے۔ اور ایک فریق دوسرے فریق کی نسبت ایسا اشتعال رکھتا ہے۔ کہ اگر ممکن ہو تو اسکو نابود کر دیوے اور اس تمام نااتفاقی کی جڑ مذہبی مباحثات کی بے اعتدالی ہے گورنمنٹ اپنی رعایا کے لیئے بطور معلم کے ہے پھر اگر رعایا ایکدوسرے سے درندہ کا حکم رکھتی ہو تو گورنمنٹ کا فرض ہے۔ کہ قانونی حکمت عملی سے اس درندگی کو دور کر دے۔

چوتھی یہ کہ اہل اسلام گورنمنٹ کی وہ وفادار رعایا ہے جنکی دلی خیرخواہی روز بروز ترقی پر ہے۔ اور اپنے جان و مال سے گورنمنٹ کی اطاعت کے لئے حاضر ہین اور اس کی مہربانیون پر بھروسہ رکھتے ہین۔ اور کوئی بات خلاف مرضی گورنمنٹ کرنا نہایت بیجا خیال کرتے ہین اور دل سے گورنمنٹ کے مطیع ہین پس اس صورت میں انکا حق ہے کہ انکی دردناک فریاد کی طرف گورنمنٹ عالیہ توجہ کرے پھر یہ درخواست بھی کوئی ایسی درخواست نہین جسکا صرف مسلمانون کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اور دوسرونکو نہین بلکہ ہر یک قوم اس فائدہ مین شریک ہے اور یہ کام ایسا ہے جس سے ملک مین صلحکاری اور امن پیدا ہوتا ہے۔ اور مقدمات کم ہوتے ہین اور بدنیت لوگونکا منہ بند ہوتا ہے۔ اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے اسکا اثر مسلمانون پر خاص نہین ہر یک قوم پر اسکا برابر اثر ہے

آخر ہم دعا کرتے ہین کہ خدا تعالٰے ہماری اس گورنمنٹ کو ہمیشہ کے اقبال کیساتھ ہمارے سرون پر خوش و خرم رکھے اور ہمین سچی شکر گزاری کی توفیق ملے اور ہماری محسن گورنمنٹ کو اس مخلصانہ اور عاجزانہ درخواست کی طرف توجہ دلاوے کہ ہر یک توفیق اسی کے ارادے اور حکم سے ہے (آمین)

الملتمسین

اہل اسلام رعایا گورنمنٹ جنکے نام علیحدہ نقشون مین درج ہین۔ مورخہ ۲۲ - ستمبر سنہ ۱۸۹۵ء

مسلم پریس ایسوسی ایشن

مسلم پریس ایسوسی ایشن کے لیئے خاکسار ایڈیٹر الحکم نے جو تحریک کی تھی اور اس کے لیئے ایک سرکلر لیٹر اسلامی اخبارات کے ایڈیٹرون اور نامور مسلمانون کے پاس بھیجی گئی تھی اسکا جواب مسلمانون کے معزز اور سربرآوردہ اشخاص اور معزز ایڈیٹرون کی طرف سے نہایت تسلی بخش اور حوصلہ افزا دیا گیا ہے بعض معزز اخبارات مثل پیسہ اخبار وغیرہ نے اپنے لیڈنگ آرٹیکلز مین اسی تحریک کا پر زور الفاظ مین ذکر کیا ہے اور نہایت مفید مشورے اسکے متعلق پیش کئے ہین صرف لفظی رنگ مین اس تحریک کا پیش کر دینا نہایت آسان ہے البتہ اسے عملی رنگ مین لانا کارے دارد۔ مین اور میرے معزز بھائی جو قادیان مین اس تجویز کے محرک اور مؤید ہین خدا کے فضل سے جلدی ہی اسی کسی عملی صورت مین پیش کرنیکا ارادہ رکھتے ہین وباللہ التوفیق

جیسا کہ معزز ہمعصرون اور نامور مسلمانون نے اپنے خطوط مین ظاہر کیا ہے۔ مسلم پریس ایسوسی ایشن اگر قائم ہو گئی تو یہ ایک **زبردست اسلامی قوت** ہوگی ایسی اس معاملہ مین قدم اٹھانے کے لیئے جہان استقلال محنت اور برداشت کی ضرورت ہے۔ وہان عالی اخلاص اور قومی ہمدردی کی سب سے بڑھکر حاجت ہے۔ مین اس کام کو کسی کریڈٹ یا نام کے لیئے ہرگز کرنے کا متمنی نہین ہون۔ مینے ایک قومی ضرورت کو محسوس کر کے معزز اور اہل الرائے لوگون کے سامنے رکھا ہے۔ اور وہ اسے پسند کرتے اور ہر قسم کی مدد دینے کو آمادہ ہین اور یہ ہونا ہی چاہیئے کیونکہ انکا فرض ہے۔ اسلیئے مین یہ ادب سے درخواست کرتا ہون کہ ارباب حل و عقد اس سوال پر غور کرین۔

کسی انجمن یا مجلس کے کام مین جو نقص پیدا ہوتا ہے وہ پہلے ہی قدم سے شروع ہوتا ہے۔ نمایش اور عہدون کے دلدادہ لوگ آگے ہوتے ہین یا کام کرنے والے سوسائٹی کی عزت اور زینت کے لیئے ان لوگون کو آگے کرتے ہین جو نمایش کے لیئے انکے نام کافی ضمانت ہوتے ہین مگر جب کام کا سوال ہوتا ہے تو وہ پیچھے رہجاتے ہین پس اگر اس سوسائٹی کو کوئی مفید چیز بنانا ہے تو بہتر ہے۔ نمایش کا خیال چھوڑ دیا جاوے ورنہ اسکا وجود خدانخواستہ مفید ثابت نہوگا۔ مین امید کرتا ہون کہ میرے ان خیالات کو اخلاص اور محبت سے دیکھا جائیگا اور مسلم پریس اس قومی ضرورت کے پورا کرنے کے لیئے اخلاص سے متوجہ ہوگا۔ وباللہ التوفیق

اطلاع

بقایا داران اپنی قیمت ادا کرین

مینیجر

مختصر نوٹ اور خبرین

مہاراجہ صاحب پٹیالہ اور اصلاحی امور

پٹیالہ کا مقدمہ بالآخر فیصلہ ہو گیا ہز ہائنس نے اس مقدمہ مین جو حکم دیا ہے۔ ہم اطلاع کے لئے ذیل مین درج کرنا ضروری سمجھتا ہون اس فیصلہ مین کچھہ شک نہین ہز ہائنس نے بکمال مہربانی اور فیاضی سے کام لیا ہے لیکن جبکہ انہین بری کر دیا گیا تہا۔ تو انہین ملازمت سے موقوف اور ریاست سے خارج کرنیکی سزا بہی اگر نہ دی جاتی تو یہ فیصلہ اور بہی اطمینان سے دیکھا جاتا بہرحال مہاراجہ صاحب نے جس دور اندیشی غور اور متانت کا ثبوت اس مقدمہ مین دیا ہے وہ بہترین امیدونکا پیش خیمہ ہے۔ اور جبکہ ان اصلاحات کی طرف توجہ کی جاوے جو آپ ریاست مین کر رہی ہین تو شاید اس کہنے مین مبالغہ نہین سمجھنا چاہیئے کہ ریاست پٹیالہ میں یہ پہلا حکمران ہوگا جو اپنی روشن خیالی مین اپنی نظیر آپ ہو مہاراجہ صاحب نے ریاست مین **زراعتی بنک** اور کواپریٹو سوسائیٹیان قایم کرنیکا اعلان کیا ہے جس سے زمینداروں کی مالی حالت کی اصلاح ہو گی آپ پٹیالہ لائبریری کو وسیع پیمانہ پر جاری کرنا چاہتے ہین۔ جس مین سائنس کی کتابونکا کافی ذخیرہ ہوگا ریاست کی طرف سے ایک پریس کہولا جائیگا اور ایک گورنمنٹی اخبار جاری کیا جاویگا جو مغویانہ خیالات کی اشاعت کا انسداد کریگا قانونی تعلیم کے لئے ایک مدرسہ جاری ہوگا ممالک غیر مین جانیوالے دو طالبعلمونکو ریاست کا وظیفہ دیا جاویگا۔ یہہ تمام آثار ریاست کی بہتری اور بہلائی کے ہین اللہ تعالیٰ مہاراجہ صاحب کے نیک خیالات مین انکی مدد کرے (آمین)

مقدمہ پٹیالہ کا فیصلہ

پٹیالہ کے مقدمہ بغاوت کا فیصلہ حسب ذیل ہے۔ "مینے اس مقدمہ مین ملزموں کی درخواست اور نیز پولیس کی شہادت پر خوب غور کیا ہے۔ استغاثہ کی مراد کبھی یہ نہ تہی۔ کہ ہندوستان کی آریہ سماج ول کے تمام ممبر باغی ہین جو الزام ان اشخاص پر لگایا گیا ہے وہ نہایت سنگین ہے اور گو یہ ضروری ہے کہ ایسے جرائم کا پورا پورا نوٹس لیا جائے گو میرے خیال مین جو حکم مین صادر کرنیوالا ہون وہ جہاں مقدمہ کا عمدگی سے فیصلہ کریگا۔ وہاں دوسروں کے لئے بہی عبرتناک ہوگا ملزمون نے اس درخواست میں ظاہر کیا ہے۔ کہ انکا وطیرہ ریاست اور سرکار انگلشیہ کے ساتھہ کامل وفاداری کا رہا ہے۔ اور یہ بہی کہا ہے کہ اگر ان سے نادانستہ کوئی بیوقوفی کا فعل سرزد ہوا ہے تو اس کے لیئے ہم معافی کے خواستگار ہین وہ یہ بہی اقرار کرتے ہین کہ آئندہ محتاط رہینگے اور کوئی ایسا فعل نہ کرینگے جس سے ریاست پٹیالہ یا سرکار انگلشیہ کے خلاف بدگمانی پھیلنے کا احتمال ہو میں اس اقرار پر معافی کی درخواست منظور کرنیکو رضامند ہون اور حکم دیتا ہون کہ اب مقدمہ چلایا جائے مگر مین یہ ہرگز نہین چاہتا کہ کوئی شخص جس پر پٹیالہ راج یا سرکار انگلشیہ کے خلاف بدخواہی کرنیکا شبہہ تک بہی ہو میری ملازمت مین یا میری ریاست مین رہے بوجہ مین حکم دیتا ہون کہ تمام ملزم جو میرے ملازم ہین فوراً برخواست کیئے جاہئین اور میری ریاست سے ایک ہفتہ کے اندر اندر نکلجائیں۔ اور بغیر میری خاص اجازت کے کبہی ریاست میں داخل نہون یہ حکم معہ اصل معافی نامہ کے عدالت خاص کو برائے تعمیل بہیجا جائے۔ اور اسکی نقل صاحب انسپکٹر جنرل پولیس کی خدمت مین بغرض اطلاع ارسال کیجائے۔"

ندوۃ العلماء کا سالانہ اجلاس

نمبر (۳)

مولانا شبلی آیندہ ندوہ کے اجلاس کے متعلق جو آرٹیکل لکھہ رہے ہین افسوس سے دیکھا جاتا ہے کہ ابتک کسی قسم کی رائے کا اظہار مسلمانوں کی طرف سے نہین ہوا جو کسی حالت میں خوش آیند امر نہین ہو سکتا۔ کیونکہ اس سے پایا جاتا ہے کہ پوری دلچسپی اسمین نہین لیجاتی اور یا شبلی صاحب کی رائے بذات خود ایسی صائب اور درست ہے کہ اس میں کسی قسم کی اصلاح کی گنجائش نہین

اخبارات میں ندوہ کے اس اجلاس کے متعلق قریباً خاموشی ہے۔ دہلی کے اولوالعزم اور صاحب دل مسلمان کچھہ شک نہین کہ جلسہ کو کامیاب بنا کر دکھانے میں اپنی طرف سے کوئی دقیقہ باقی نہ رکھینگے۔ مگر میری رائے مین کامیابی کا معیار صرف لوگونکا جمع ہو جانا یا اچھی دعوتونکا دیا جانا ہی نہین ہو سکتا۔ جلسہ کی تاریخون مین مختلف قومی جلسون کا جو تصادم ہو گیا ہے۔ اس سے اندیشہ ہے کہ پوری شان سے نہ ہو سکے۔

بہرحال مین مولانا شبلی کے پیش کردہ امور پر تنقید کرنا ضروری سمجھتا ہون۔ اور سب سے اول انکی آخری تحریر پر ریمارک کرتا ہوں جو بعنوان **مجلس شوریٰ** انہون نے شایع کی ہے۔ اس مین شبلی صاحب نے ظاہر کیا ہے۔ کہ اس اجلاس میں جسقدر ممبر اور وزیٹر شامل ہون۔ انمین سے ہر صوبہ کے اہل الرائے لوگ انتخاب کر لئے جائیں اور ان لوگونکو خود انکے صوبہ کے لوگ منتخب کرین اور پہر اس مجمع مین سوالات عشرہ پیش کرتا ہون اور وہ سوالات یہ ہین۔

۱- آیا مسلمانوں کی کچھہ مذہبی ضرورتیں ہیں یا نہین ؟

۲- کیا یہ ضرورتیں انجام پا رہی ہین ؟

۳- روز بروز لوگ مذہبی عقاید۔ مذہبی مسایل۔ مذہبی تاریخ سے بیخبر ہوتے جاتے ہین۔ یا نہین۔

۴- اگر ہوتے جاتے ہین تو اسکا کیا علاج ہے۔

۵- کیا انگریزی خوان طلبہ مذہبی تعلیم پاتے ہین جسقدر پاتے ہین کیا وہ کافی ہے۔ اگر کافی نہین۔ تو اسکا کیا چارہ کار ہو سکتا ہے۔

۶- آریہ لوگ دہات اور قصبات کے نومسلمونکو جو مرتد بناتے جاتے ہین کیا اسکے روکنے کے لئے صرف مناظرہ اور مباحثہ کافی ہے۔ اگر نہین کافی ہے تو اسکی کیا تدبیر ہے ؟

۷- آیا مسلمانوں کو کسی ایسے فرقہ کی ضرورت ہے۔ یا نہین جو علوم مذہبی سے واقف اور مذہبی عقاید اور مذہبی مسائل کا صحیح مفسر اور شارح ہو۔ اگر ہے تو اس گروہ کی بقا کی کیا تدبیر ہے ؟

۸- موجودہ علما جدید مذہبی ضرورتوں کے انجام دینے کے قابل ہیں یا نہین۔ اگر نہیں ہین تو کیونکہ اس قابل ہو سکتے ہین ؟

۹- مسلمانونکو ایک عام مذہبی مرکز کی ضرورت ہے۔ یا نہین ؟

۱۰- بورہ قوم میں ایک ملائے اعظم ہوتا ہے۔ تمام قوم اسکو پیشوا کل مانتی ہے اور ہر شخص اپنی آمدنی کا ایک خاص حصہ اسکو دیتا ہے وہ نہایت ایمانداری سے اس آمدنی کو مذہب کی تعلیم و تلقین پر صرف کرتا ہے اور ہر شہر مین اسکی شاخیں ہوتی ہین کیا اس طریقہ کے موافق علم مسلمان بہی کوئی طریقہ اختیار کر سکتے ہیں ؟

یہ ایک قسم کی کانفرنس ہوگی ایسے جلسوں کی غرض اگر صرف شوریٰ ہو تو پھر اسقدر دھوم دھام اور طیاریوں کی کیا حاجت ہے۔ اور کیا ضرورت ہے۔ کہ مسلمانوں کا وقت اور روپیہ اس نمایش کیلئے خرچ کیا جاوے جو جلسوں کیلئے مکانوں کی آراستگی اور دوسرے لوازمات میں خرچ کیا جاتا ہے۔ اس سے تو بہتر ہے۔ کہ اہل الرائے لوگ مختلف مقامات سے جمع ہو کر امور پیش آمدہ پر غور کر لیا کریں جس سے خرچ بھی تھوڑا ہو اور وہ اصل بات بھی پوری ہو جاوے۔ تمام جلسوں کی جو غرض بتے سمجھی ہو وہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں قومی ضرورتوں کا احساس ہو اور ان میں ایک مخلصانہ جوش پیدا کیا جاوے میں کسی مجلس شوریٰ کا مخالف نہیں بلکہ ایسے مسلمانوں کیلئے نہایت ہی ضروری چیز سمجھتا ہوں مگر جو رنگ ندوہ کے جلسہ میں اس مجلس شوریٰ کا پیش کیا جانا تجویز ہوتا ہے میں اس کو نمائش سے زیادہ وقعت نہیں دیتا۔ شبلی صاحب ظاہر کرتے ہیں کہ ندوہ نے شروع سے شور وغل اور دھوم دھام کے طریق کو اختیار نہیں کیا۔ اگرچہ یہ بھی صحیح نہیں مگر میں تسلیم کرکے کہتا ہوں کہ اب ایک تماشا کیوں بنایا جاتا ہے۔ ایک انتخابی مجلس کی کیا ضرورت ہے؟ اس سے بعض شکر رنجیوں کا پیدا ہونا ممکن ہے۔ اخلاص سے کام کرنیوالے بہت تھوڑے لوگ ہوتے ہیں لوگ عہدوں اور ممبریوں پر مرتے ہیں۔ پس جب ایک صوبہ کے لوگ انتخاب کرنے لگیں گے تو جو رہ جائیگا اور اپنے آپکو قابل سمجھیگا وہ بدظن ہوگا اور رنجشیں بڑھے گی۔ اسلئے میری دانست میں مجلس شوریٰ دینی جلسہ کا مقام اور حاضرین کی مجلس ہو۔ آخر جو لوگ بہ حیثیت ممبر اور وزیٹر شامل ہونگے اور فیس بھی دینگے (بشرطیکہ قائم رکھی) ادا کرکے جائینگے انہیں زیادہ تر وہی لوگ ہونگے۔ جو اسلامی کاموں سے دلچسپی رکھتے ہوں پس ان امور کو وہیں پیش کر دیا جاوے اور ہر شخص کو اختیار ہو کہ اگر وہ اپنی کوئی رائے ظاہر کرنا چاہے تو کرے۔ اس سے وقت بھی بچ جائیگا اور جو معاملات طے ہونگے وہ بالاتفاق طے شدہ تسلیم کئے جائیں گے۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ انتخابی طریق پر اور بھی سہولت ہو سکتی ہے۔ مگر موجودہ صورت میں بعض مفاسد کا احتمال ہے۔

اگر کسی ایسی کانفرنس کی ضرورت کو پہلے سے محسوس کر لیا جاتا۔ اور ہر صوبہ کی کام کرنیوالی انجمنیں اپنے سفیر (وکیل) اس کام کے لیئے پہلے منتخب کرکے بھیجدیتیں تو آسانی ہو سکتی تھی۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔

اسلیئے پروگرام ہی میں ایک دن ایسا رکھا جاوے۔ جس میں امور قابل فیصلہ پر بحث ہو اور لمبی تقریروں کے سلسلہ کو اسدن ملتوی کیا جاوے۔ ایسا کرنے سے عام رائے کا اندازہ ہو سکیگا۔

اسکے بعد ان سوالات عشرہ پر غور کیا جاوے تو ہر ایک ان میں سے بجائے خود ایک مبسوط بحث کو چاہتا ہے۔ اور اس تھوڑی سے وقت میں ایسے اہم سوالات کو طے کر لینا میں نہیں سمجھتا کیونکر ممکن ہو سکتا ہے؟ اور میں حیران ہوں۔ ان سب پر یکجائی تنقید کیونکر کروں؟ پس میں اس اصل کے موافق **مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ** صرف ضمن (۹) و (۱۰) کے متعلق سردست اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہوں۔

مسلمانوں کو ایک عام مذہبی مرکز کی ضرورت ہے اور سخت ضرورت ہے۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ یہ مذہبی مرکز قایم کیونکر ہو سکتا ہے اگر اس سوال کو ہم حل کر لیں اور کوئی مذہبی مرکز بالاتفاق تسلیم کیا جاوے تو وہ دن چودھویں صدی کے مسلمانوں کی تاریخ میں عہد جدید کا روز عید ہوگا مگر یہ آسان بات نہیں۔

ہر ایک انجمن اور ہر ایسا شخص جو قوم یا ملک میں اپنا کوئی رسوخ کسی حیثیت سے رکھتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ وہ انجمن مرکزی انجمن اور وہ شخص مسلمہ لیڈر قرار دیا جاوے۔

مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں اتحاد پیدا ہو جاوے بحالت موجودہ یہ ناممکن ہے۔ اور میں جرأت سے کہنے کو طیار ہوں کہ ندوہ باوجود اس امر کو اپنے مقاصد میں رکھنے کے کامیاب نہیں ہو سکا اور نہیں ہو سکتا۔ میں خود مسلمانوں میں اغراض مشترکہ کیلئے اتحاد کا زبردست حامی اور محرک ہوں۔ میری تحریریں اور تقریریں جو وقتاً فوقتاً شایع ہوئیں یا ہونگیں اس امر کی دلیل ہیں لیکن مرکزی رنگ میں مسلمان ایک نقطہ پر آکر جمع ہو جائیں۔ بدوں اسکے کہ اللہ تعالیٰ خود کوئی ایسا مرکز قائم کرے ناممکن ہے۔ اگر ہزار سال گزشتہ کی مساعی اس میں کبھی کامیاب نہیں ہوئیں تو آیندہ کیا امید ہو سکتی ہے۔

اسوقت مولانا شبلی کا فرض تھا۔ کہ وہ ندوہ کی طرف سے اس سکیم کو پیش کرسکے دکھاتے جس پر وہ کوئی مرکزی حلقہ پیدا کر سکتے ہیں۔

میں مسلمانوں کیلئے مذہبی مرکز کی اشد ضرورت سمجھتا ہوں اور ہر شخص جو اس مضمون سے دلچسپی رکھتا ہے۔ وہ اسی نقطہ پر آکر ٹھیریگا۔ مگر اسکا طے کر دینا آسان امر نہیں ہے۔

پھر ضمن (۱۰) میں مولانا شبلی ایک ملائے اعظم کی تحریک کرتے ہیں۔ دراصل یہی وہ کام کی بات ہے ملائے اعظم کہو یا **امیر و امام کہو**۔

ایک ہی بات ہے اور مسلمانوں کے ذہن نشین کرانے کی زیادہ ضرورت ایسی مسئلہ کی ہے جب تک مسلمان ایک امام یا امیر المومنین کے ساتھ تعلق پیدا نہیں کرتے۔ نہ ان میں مذہبی مرکز قائم ہو سکتا ہے اور نہ وہ وحدت ارادی جسکی خواہش کیجاتی ہے۔

اسلام ہی دنیا میں ایک مذہب ہے۔ جس نے اس مسئلہ کو نہایت وضاحت سے ہمارے ذہن نشین کیا تھا۔ ہر معاملہ میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے عملی رنگ میں اسکی تعلیم دی ہے یہانتک کہ سفر جو ایک معمولی چیز ہے۔ اس میں بھی کبھی آپ نے پسند نہیں کیا جب تک ایک شخص امیر نہو۔ اور باقیوں کا فرض ہے کہ امیر کی متابعت کریں۔ اب غور کا مقام ہے کہ اسلام کی ایسی روش اور پاکیزہ تعلیم کو جب ہمنے چھوڑا۔ یا تو کن مشکلات میں پڑے۔ مختلف مذاق اور مختلف طبیعتوں کے انسان بجز اس طریق کے مرکز وحدت پر جمع ہو ہی نہیں سکتے تھے اور اس سے بڑھکر اقرب بالامن کوئی راہ ہی نہیں ہو سکتی۔

بوہروں کی جو مثال شبلی صاحب نے دی ہے (اگرچہ مجھے افسوس ہوا کہ وہ **تاریخ اسلام** اور شریعت اسلام میں سے اس مسئلہ امارت کے متعلق بہت کچھ لکھ سکتے تھے۔ جو انہوں نے نہیں لکھا) اس پر بھی غور کرکے دیکھ لو کہ اس ملائے اعظم کے مسئلہ نے اس قوم کو انتشار اور مذہبی جھگڑوں فسادوں سے کیسے روک رکھا ہے۔ اسلئے کہ ملائے اعظم کی بات اور فیصلہ انکے نزدیک ناطق ہے۔ مسلمان جب تک اس مسئلہ کی اہمیت کے قایل نہ ہونگے اسوقت تک وہ ان فسادات اور نزاعوں سے مخلصی حاصل نہیں کر سکتے۔ جو آئے دن انہیں پیش آتی ہیں۔ میں نے بارہا لکھا ہے کہ اسلام اور دوسرے مذاہب میں یہی ایک

روشن امتیاز

ہے کہ اسلام نے ہمیشہ ایک امیر المومنین کی ہدایتوں کو جو قرآن کریم کے اوامر و نواہی کے نیچے اور حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے عمل اور اسوہ کے ماتحت ہوں ماننے کی تعلیم دی ہے (باقی چوتھے نمبر میں)

(باقی چوتھے نمبر میں)